ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

ولی دکنی کی غزل میں سرائیکی الفاظ: ایک مطالعہ

Dr.Ghulam Yasin
Assistant Professor,
Department of Urdu, Lahore Leads University, Lahore
Usmania Sultana
Ph.D Scholar, Lahore Garrison University, Lahore

Abstract:

Every language has lingual relations with other national and international languages. In the Subcontinent (South Asia), There are several languages which have lingual relations. Urdu language also has lingual relations with national and international languages like; Italian, English, Ostai, Balti, Balochi, Bangla, Purtagali, Pashto, Punjabi, Poorabi, Tamil, Turkish, Japanese, German, Chinese, Dakhani Russian, Zand, Saraiki, Hebro, Arabic, Persian, Kashmiri, Gujrati, Latin, Laddakhi, Marwadi, Marathi, Malai, Nepali, Haryanvi, Spanish, Hindko etc. Serveral words, Phrases, Tenses and Lingual rules are same in Urdu and Saraiki languages. This Article contains the subscription of Saraiki words in Urdu language.

Keywords:

کوں، نئیں، اندھاری، آوے، پیو، توں، چندر، چھند، چھوڑیا، دِیوے، سجن، سناوے، کنے، کئ، کیتا، کیتی، کیتے، گزران، لکھیا، ملیا، موجاں، موں، موئے، ہووے۔

مقالہ:

یہ عام سی بات ہے کہ کوئی بھی زبان اپنی ترویج واشاعت اور ارتقا کی خاطر مقامی اور بین الاقوامی زبانوں کا سہارا لیتی ہے۔ جس زبان یا بولی میں جذب وقبول کی قوت جتنی زیادہ ہوگی، اس میں اتنی زیادہ اور تیزی سے ترقی ہوگی۔ اس زبان کا علم وادب بہت تیزی کے ساتھ وسعت اختیار کرتا چلا جائے گا۔ جذب وقبول کی جو صلاحیت اردو زبان میں ہے شاید ہی کسی اور زبان میں ہوگی۔ اردو زبان نے کئی ایک مقامی اور بین الاقوامی زبانوں کے الفاظ ومحاورات، اسما وافعال اور قواعد وغیرہ کو اپنے اندر جذب کیا ہے۔ اس طرح اردو بین الاقوامی سطح پر سب سے زیادہ بولی جانے والی زبانوں میں اپنے لیے مقام حاصل کر سکی ہے۔ جذب وقبول کا یہ سلسلہ اب تک جاری ہے اور شاید مستقبل میں بھی جاری رہے گا۔

ڈاکٹر محمد اشرف کمال اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

> "اُردو میں برعظیم پاک وہند کی علاقائی بولیوں سمیت اکتالیس زبانوں کے الفاظ شامل ہیں جن میں اطالوی، انگریزی، اوستائی، بلتی، بلوچی، بنگلہ، پرتگالی، پشتو، پنجابی، پوربی، تامل، ترکی، پراکرت، جاپانی، جرمن، چینی، دکھنی، روسی، ژند (قدیم ایرانی بولی)، سرائیکی، سریانی، سندھی، سنسکرت، عبرانی، عربی، فارسی، فرانسیسی، کشمیری، گجراتی، لاطینی، لداخی، مارواڑی، مرہٹی، ملائی، نیپالی، ولندیزی، ہریانوی، ہسپانوی، ہندکو، یونانی۔"[۱]

پنجابی زبان، سرائیکی زبان سے قریب تر ہے کیوں کہ دونوں کے صرف ونحو میں کافی حد تک اشتراک موجود ہے۔ اسما وافعال "کا اختتام "الف" پر ہوتا ہے۔ جمع بنانے کے اصول مشترک ہیں۔ جملوں کے اجزا، توابعات اور ملحقات کے لیے ایک ہی قاعدہ ہے۔ تذکیر وتانیث کے قواعد اور افعال مرکبہ یکساں ہیں۔

حافظ محمود شیرانی نے ملتانی یعنی سرائیکی اور پنجابی کی مماثلت کے کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

> ”صرف ونحو میں ملتانی زبان کے بہت قریب ہے۔ دونوں میں اسماوافعال کے خاتمہ میں الف آتا ہے، دونوں میں جمع کا طریقہ مشترک ہے! یہاں تک کہ دونوں کے جمع کے جملوں میں نہ صرف جملوں کے اجزابل کہ ان کے توابعات وملحقات پر بھی ایک ہی قاعدہ جاری ہے، دونوں زبانیں تذکیر وتانیث کے قواعد، افعال مرکبہ و توابع میں متحد ہیں! پنجابی اور اردو ساٹھ فی صدی سے زیادہ الفاظ مشترک ہیں!“[۲]

اردو زبان نے اپنی جذب وقبول کی صفت کی بناپر جہاں بین الاقوامی زبانوں سے استفادہ کیا وہاں مقامی سطح کی بولیوں اور زبانوں سے بھی دور نہ رہ سکی۔ سرائیکی زبان ہندوستان کی قدیم ترین زبانوں میں سے ایک زبان ہے جو اپنے اندر علم وادب کا ایک وسیع ذخیرہ رکھتی ہے۔ یہ زبان نہ صرف جذب وقبول کی صلاحیت رکھتی ہے بل کہ اس میں ایسی استعداد بھی موجود ہے کہ جس سے دوسری زبانوں کو متاثر کر سکے، اس لیے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ سرائیکی زبان نے اردو زبان وادب بالخصوص دکنی ادب پر اپنے اثرات چھوڑے ہیں۔

اس ضمن میں ڈاکٹر مہر عبدالحق تحریر کرتے ہیں:

> ”قدیم دکنی شعرا کے کلام میں ملتانی الفاظ وتراکیب زیادہ فراوانی سے استعمال ہوئی ہیں۔“[۳]

جب ولی دکنی اپنادیوان شمالی ہندوستان یعنی دہلی میں لایا تو اس کی زبان کی دہلی میں دھوم مچ گئی۔ ایک عام خیال یہ بھی پایا جاتا ہے کہ دہلوی زبان میں ملتانی (سرائیکی زبان کو زمانہ قدیم میں ملتانی زبان کہا جاتا تھا) کے الفاظ وتراکیب موجود تھے۔ عہدِ زرّیں کی شاعری خاص طور پر میر تقی میر کے کلام کا مطالعہ کر کے اس بات کا ثبوت مہیا کرنا چنداں دشوار نہیں۔

ڈاکٹر مہر عبدالحق کا خیال ہے:

> ”کہتے ہیں دکن سے ولی شمالی ہندوستان میں اپنادیوان لایا اور اس کی بدولت دہلی میں بھی اس نئی زبان کا چرچا ہونے لگا، دہلوی زبان ملتانی زبان کے الفاظ وتراکیب سے خالی نہیں۔“[۴]

اردو اور سرائیکی زبان کے قواعد، اسماوافعال، جمع بنانے کا طریقہ اور تذکیر وتانیث کے اصول میں بُعد کے بجائے قربت زیادہ دکھائی دیتی ہے۔

ڈاکٹر مہر عبدالحق کی رائے ملاحظہ کیجیے:

> ”اردو اپنی صرف ونحو میں ملتانی زبان کے بہت قریب ہے۔ دونوں میں اسماوافعال کے خاتمہ میں الف آتا ہے۔ دونوں میں جمع کا طریقہ مشترک ہے۔۔۔۔۔ دونوں زبانیں تذکیر وتانیث کے قواعد افعال مرکبہ وتوابع میں متحد ہیں۔“[۵]

شمالی اور جنوبی ہند کے ایک ہونے سے شمال کی عوامی زبان دکن میں بہت مقبول ہوئی۔ ولی دکنی نے شمال کی اس عوامی زبان کو دکنی ادب سے ملادیا یوں اردو زبان میں ایک نئی روایت کا آغاز ہوا جس کا سہرا ولی کے سر بندھتا ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی نے اس ضمن میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

> ”ولی اپنی متوازن طبیعت سے فارسی، دکنی اور شمال کی زبان کو اس طرح ملا کر ایک کر دیتا ہے کہ وہ علاقائی سطح سے بلند ہو کر ہمہ گیر ہو جاتی ہے۔“[۶]

ولی دکنی کی شاعری میں جہاں دیگر علاقائی زبانوں کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہاں سرائیکی الفاظ کا استعمال بھی ان کے ہاں ملتا ہے۔ اس مضمون میں ولی کے ہاں سرائیکی الفاظ کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ پیش کیا جارہا ہے۔ سرائیکی لفظ ”کوں“ جس کا اردو مترادف ”کو“ ہے، جو سب سے زیادہ استعمال ہوا ہے جس کی تعداد کم و بیش بتیس (۳۲) بنتی ہے۔ بعدازاں چوبیس (۲۴) بار استعمال ہونے والا سرائیکی لفظ ”نئیں“ ہے، جس کا اردو میں معنیٰ ”نہیں“ بنتا ہے۔ دیگر سرائیکی الفاظ میں ”اندھاری“، ”آوے“، ”پیو“، ”توں“، ”چندر“، ”چھند“، چھوڑیا“، ”دِیوے“، ”سجن“، ”سناوے“، ”کنے“، ”کئ“، ”کیتا“، کیتی“، ”کیتے“، ”گزران“، ”لکھیا“، ”ملیا“، ”موجاں“، ”موں“، ”موئے“ اور ”ہووے“ شامل ہیں جو ولی کی شاعری میں مستعمل ہیں۔ شعری امثلہ میں سرائیکی الفاظ کے نیچے خط کھینچ کر نشان زد کیا گیا ہے۔

سرائیکی لفظ ”اندھاری“ جس کے اردو مترادفات ”تاریک یا تند و تیز ہوا“ ہیں، ولی کے ہاں صرف ایک بار استعمال ہوا ہے۔ شعری مثال ملاحظہ کیجیے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

اس رات اندھاری میں مت بھول پڑوں تجھ سوں

ٹک پاؤں کے جھانجھر کی جھنکار سناتی جا[۷]

لفظ "آوے" کا اردو مترادف "آئے" ہے جو ولی کے کلام میں پانچ مرتبہ برتا گیا ہے۔شعری امثلہ پر نظر ڈالیے:

آوے ولی ہماری طرف، تیغ نازلے

اس شوخ کوں خیال اگر ہے شکار کا[۸]

ترا لب دیکھ حیواں یاد آوے

ترا مکھ دیکھ کنعاں یاد آوے[۹]

سرائیکی لفظ "پیو"، جس کا اردو مترادف "والد۔باپ" ہے، چھے (۶) بار استعمال ہوا ہے۔ولی کے کلام میں کہیں اپنے حقیقی معانی میں استعمال ہوا ہے تو کہیں مجازی معنی یعنی خالقِ کائنات (اللہ تعالی) کے طور پر برتا گیا ہے۔امثلہ دیکھیے:

دیکھا ہوں قدّ و زلف و دہن پیو کا جب ستی

کیتا ہوں درد تب سوں الف لام میم کا[۱۰]

جو پیو نے نیر نیناں کا اسے کیا کام پانی سوں

جو بھوجن دکھ کا کرتی ہے اسے آدھار کرناں کیا[۱۱]

رونے ستی فارغ ہو ولی پیو کوں دیکھا

کعبے کی زیارت کیا دریا سوں اتر کر[۱۲]

سرائیکی لفظ "توں" واحد حاضر کا صیغہ ہے جس کا اردو مترادف "تُو" ہے جو واحد حاضر ہی کا صیغہ ہے۔لفظ "توں" ولی کی گزل میں چار (۴) مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔اشعار ملاحظہ کیجیے جن میں "توں" کے ساتھ ساتھ "کوں" بھی مستعمل ہے:

عاشق کے مکھ پہ نین کے پانی کوں دیکھ توں

اس آرسی میں راز نہانی کوں دیکھ توں[۱۳]

چلنے منیں اے چنچل ہاتی کوں لجاوے توں

بے تاب کرے جگ کوں جب ناز سوں آوے توں[۱۴]

لفظ "چندر" کے اردو مترادفات میں "چاند، ماہتاب، قمر" شامل ہیں۔لفظ "چندر" کلام ولی میں صرف ایک بار استعمال ہوا ہے۔مثال دیکھیے:

تجھ مکھ کی جھلک دیکھ گئی جوت چندر سوں

تجھ مکھ پہ عرق دیکھ گئی آب گہر سوں[۱۵]

لفظ "چھوڑیا"، فعل ماضی مطلق کا صیغہ ہے جس کے مترادف کے طور پر اردو زبان میں "چھوڑا" موجود ہے۔ولی کے ہاں صرف ایک مثال ہی ملتی ہے۔ملاحظہ کیجیے:

تیرے نین کے دام میں بادام بند ہے

چھوڑیا ترے لباں ستی پستے نے بستگی[۱۶]

سرائیکی زبان میں لفظ "ڈِیوے" کے ابتدائی صوتیہ "د" کے نیچے ایک نقطہ ڈالا جاتا ہے جب کہ اردو میں "دیے" اس کے متبادل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔واحد مثال دیکھیے:

تری زلفاں کے حلقے میں اہے یوں نقش رخ روشن

کہ جیسے ہند کے بھیتر لگیں ڈیوے دِوالی میں[۱۷]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

سرائیکی زبان میں لفظ ''سجن'' کے دوسرے صوتیہ ''ج'' کے نقطہ کے نیچے ایک اور نقطہ لگایا جاتا ہے جب کہ اردو شاعری میں عموماً ''سجن'' ہی استعمال ہوتا ہے۔جب کہ ''کوں'' کا اردو مترادف ''کو'' ہے۔شعر دیکھیے:

سجن نے یک نظر دیکھا نگاہ مست سوں جس کوں
خراباتِ دو عالم میں سدا ہے وو خراب اس کا[۱۸]

''سرائیکی میں لفظ ''سناوے'' کے ایک صوتیہ ''ن'' کے نقطہ پر چھوٹی ''ط'' ڈالی جاتی ہے جس سے اردو میں مستعمل ''سناوے'' کی آواز بدل جاتی ہے۔مثال پر غور کیجیے:

سناوے مجھوں گر کئی مہربانی سوں سلام اس کا
کہاؤں آخر دم لگ بہ جان منت غلام اس کا[۱۹]

سرائیکی لفظ ''کنے'' کا اردو مترادف ''کے پاس'' ہے لیکن ولیؔ کے ہاں شاید شعری ضرورت کے پیشِ نظر سرائیکی لفظ ''کنے ہی استعمال کیا گیا ہے اور ''نئیں'' کا اردو مترادف ''نہیں'' ہے۔مثال دیکھیے:

تری وہ انتظاری ہے جسے حد ہور نہایت نئیں
شکایت کس کنے جا کر کروں اس انتظاری کا[۲۰]

سرائیکی لفظ ''کوں'' کا اردو مترادف ''کو'' ہے۔لفظ ''کوں'' سب سے زیادہ یعنی کم و بیش بتیس (۳۲) بار استعمال کیا گیا ہے۔کلامِ ولیؔ میں سے چند امثال پیشِ خدمت ہیں:

مت غصے کے شعلے سوں جلتے کوں جلاتی جا
ٹک مہر کے پانی سوں تو آگ بجھاتی جا[۲۱]
جنونِ عشق میں مجھوں نہیں زنجیر کی حاجت
اگر میری خبر لینے کوں وو زلف دراز آوے[۲۲]

درج ذیل شعر میں تین سرائیکی الفاظ یک جا دکھائی دے رہے ہیں جن میں ''کئ'' جس کا اردو مترادف ''کوئی''، ''کوں'' کا ''کو'' اور ''گزران'' کا ''پیشہ یا گزر بسر'' ہے:

فنا کر کر جو کئ دنیا کی سمجھا زندگانی کوں
اسے گزران کرنے کوں جنگل ہور گھر برابر ہے[۲۳]

سرائیکی لفظ ''کیتا''، سرائیکی مصدر ''کرن (ن کے نقطہ پر چھوٹی ''ط'' کے ساتھ)'' سے فعل ماضی مطلق کے بنایا گیا ہے جس کا اردو مترادف ''کیا'' بہ طور فعل ماضی مطلق ہی استعمال ہوتا ہے۔امثلہ ملاحظہ کیجیے:

کیتا ہوں ترے ناموں کو میں ورد زباں کا
کیتا ہوں ترے شکر کو عنوان بیاں کا[۲۴]
کیتا ہے نظر جب ستی اس رشک پری پر
باندھیا ہے جو کئ جیوں کوں اس چھند بھری پر[۲۵]

سرائیکی لفظ ''کیتی''، سرائیکی مصدر ''کرن'' سے ہی ماخوذ فعل ماضی مطلق میں مؤنث کے طور پر برتا جاتا ہے جس کا اردو متبادل ''کی فعل ماضی مطلق میں بہ طور مؤنث ہی مستعمل ہے۔مثال دیکھیے:

آتش نے تجھ جمال کے جلوے کوں دیکھ کر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

کیتی ہے زندگی کو واپس کی کفن میں جا[۲۶]

سرائیکی لفظ ''کیتے''، سرائیکی مصدر ''کرن'' سے ہی ماخوذ فعل ماضی مطلق میں جمع مذکر کے لیے برتا جاتا ہے جس کے اردو مترادفات میں ''کیے''،فعل ماضی مطلق(جمع مذکر)اور ''کی خاطر، کے لیے'' شامل ہیں۔ولیؔ کے ہاں مثال دیکھیے:

غافل قیامت کے بھترا اپنے کیے کوں پائیں گے

جو کام کیتے یھاں درست ان کوں حشر سوں کام کیا[۲۷]

سرائیکی لفظ ''لکھیا''،سرائیکی مصدر ''لکھن(ن پر چھوٹی''ط'')'' سے ہی ماخوذ فعل ماضی مطلق میں صیغہ واحد مستعمل ہے جب کی اس کا اردو مترادف ''لکھا'' مندرجہ سرائیکی قاعدہ کے مطابق ہی استعمال ہوتا ہے۔شعر ملاحظہ کیجیے:

لکھیا اے ظالم خوں خوار و صیّاد دلِ عاشق

تری مژگاں نے میرے دل اُپر مضمون شاہیں کا[۲۸]

سرائیکی لفظ ''لکھیا''،سرائیکی مصدر ''لکھن(ن پر چھوٹی''ط'')'' سے ہی ماخوذ فعل ماضی مطلق میں صیغہ واحد (مذکر) برتا جاتاہے جس کا اردو متبادل ''ملا'' ہے۔ولی کے ہاں اس کی مثال دیکھیے:

ملیا وو گل بدن جس کوں اسے گلشن سوں کیا مطلب

جو پایا وصل یوسف اس کوں پیراہن سوں کیا مطلب[۲۹]

سرائیکی لفظ ''موا''، سرائیکی مصدر ''مرن(ن پر چھوٹی''ط'')'' سے اسم مشتق یعنی اسم مفعول بنایا گیا ہے جس کا اردو مترادف ہے ''مرا ہوا''۔شعر دیکھیے:

موا ہوں تجھ جدائی کے دکھوں اے نورِ عینِ دل

برنگ مردمک انکھیاں کا پردہ ہے کفن میرا[۳۰]

سرائیکی لفظ ''موجاں'' کے سرائیکی مترادفات ''لہراں،مزے'' ہیں جب کہ اردو میں ''لہریں،مزے'' اس کے مترادفات ہیں۔کلامِ ولیؔ سے مثال دیکھتے ہیں:

تجھ مکھ کی آب و زلف کی موجاں کو دیکھنے

سب تن نین ہوا ہے سو جل پر حباب کا[۳۱]

سرائیکی لفظ ''موں'' کا اردو مترادف ''مُنھ'' ہے۔ولیؔ کے ہاں اس کی ایک مثال موجود ہے:

ہوئی آرسی جو گن ترے مکھ کے تصوّر میں

بھبھوتی موں پہ لیا دم مارتی ہے خاک ساری کا[۳۲]

سرائیکی لفظ ''موئے''، سرائیکی مصدر ''مرن(ن پر چھوٹی''ط'')'' سے اسم مشتق یعنی اسم مفعول بنایا گیا ہے جس کا اردو مترادف ہے ''مرے ہوئے''۔شعر دیکھیے:

مرنے ستی جو آ گئے موئے اس جگت منیں

تصویر کی نمط وو خودی سوں نکل گئے[۳۳]

سرائیکی لفظ ''نئیں'' کا اردو مترادف ''نہیں'' موجود ہے۔ذیل میں کلامِ ولیؔ سے امثلہ پیش کی گئی ہیں:

ناز دیتا نئیں گر رخصتِ گل گشتِ چمن

اے چمن زارِ حیا دل کے گلستاں میں آ[۳۴]

کثرت کے پھول بن میں جاتے نئیں ہیں عارف

بس ہے موحّداں کو منصور کا تماشا[۳۵]

جگ منیں دوجا نئیں ہے خوب رو تجھ سار کا

چاند کوں ہے آسماں پر رشک تجھ رخسار کا[۳۶]

حکمت عشق بو علی سوں نہ پوچھ

نئیں وہ قانون شناس اس فن کا[۳۷]

سرائیکی لفظ ''ہووے''، سرائیکی مصدر ''ہوون(ن پر چھوٹی ''ط'')'' سے فعل بنایا گیا ہے جو مختلف صورتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا اردو مترادف ہے ''ہو''۔ ولی کی شاعری سے چند امثلہ ملاحظہ کیجیے:

موسیٰ اگر جو دیکھے تجھ نور کا تماشا

اس کوں پہاڑ ہووے پھر طور کا تماشا

اے رشک باغ جنت تجھ پر نظر کیے سوں

رضواں کو ہووے پھر طور کا تماشا[۳۸]

جزالم اس کوں نہ ہووے حاصل

عشق بے پیر کوں جو پیر کیا[۳۹]

شب غم روز عشرت سوں بدل ہووے اگر دیکھے

تری جانب وو مہر ذرہ پرور مہربانی سوں[۴۰]

اگر موہن کرم سوں مجھ طرف آوے تو کیا ہووے

اداسوں اس قدر نازک کوں دکھلاوے تو کیا ہووے[۴۱]

حوالہ جات:

۱۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، لسانیات اور اردو زبان کی تشکیل، فیصل آباد، مثال پبلشرز، س۔ن، ص۷۶

۲۔ شیرانی، جناب حافظ محمود خاں صاحب، پنجاب میں اردو، لاہور، انجمن ترقی اُردُو، س۔ن، مقدمہ

۳۔ مہر عبدالحق، ڈاکٹر، ملتانی زبان اور اس کا اردو سے تعلق، بہاول پور، اردو اکادمی، ۱۹۶۷ء، ص۵۴۴

۴۔ مہر عبدالحق، ڈاکٹر، ملتانی زبان اور اس کا اردو سے تعلق، بہاول پور، اردو اکادمی، ۱۹۶۷ء، ص۵۵۶

۵۔ مہر عبدالحق، ڈاکٹر، ملتانی زبان اور اس کا اردو سے تعلق، بہاول پور، اردو اکادمی، ۱۹۶۷ء، ص۵۶۷

۶۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخِ ادبِ اردو، جلد: اوّل، لاہور، مجلسِ ترقی ادب، ۱۹۹۵ء، ص۵۳۲

۷۔ ولی دکنی، کلیاتِ ولی، مرتبہ: نورالحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۸۹ء، ص۶۶

۸۔ ایضاً، ص۷۲

۹۔ ایضاً، ص۲۳۷

۱۰۔ ایضاً، ص۷۸

۱۱۔ ایضاً، ص۱۰۲

۱۲۔ ایضاً، ص۱۳۷

۱۳۔ ایضاً، ص۱۷۵

۱۴۔ ایضاً، ص۱۷۶

۱۵۔ ایضاً، ص۱۷۹

۱۶۔ ایضاً، ص۲۲۹

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

۱۷۔ ایضاً، ص۱۹۸
۱۸۔ ایضاً، ص۷۵
۱۹۔ ایضاً، ص۷۶
۲۰۔ ایضاً، ص۸۱
۲۱۔ ولی دکنی، کلیاتِ ولی، مرتبہ: نورالحسن ہاشمی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۸۹ء، ص۶۶
۲۲۔ ایضاً، ص۲۳۹
۲۳۔ ایضاً، ص۲۶۸
۲۴۔ ایضاً، ص۶۱
۲۵۔ ایضاً، ص۱۳۱
۲۶۔ ایضاً، ص۶۶
۲۷۔ ایضاً، ص۱۰۶
۲۸۔ ایضاً، ص۸۰
۲۹۔ ایضاً، ص۱۱۰
۳۰۔ ایضاً، ص۶۹
۳۱۔ ایضاً، ص۷۱
۳۲۔ ایضاً، ص۸۲
۳۳۔ ایضاً، ص۳۰۰
۳۴۔ ایضاً، ص۶۱
۳۵۔ ایضاً، ص۷۰
۳۶۔ ایضاً، ص۷۲
۳۷۔ ایضاً، ص۷۹
۳۸۔ ایضاً، ص۷۰
۳۹۔ ایضاً، ص۱۰۳
۴۰۔ ایضاً، ص۱۸۴
۴۱۔ ایضاً، ص۲۴۶